سوال

(30) حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور تقلید

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم حافظ صاحب چند سوالات ہیں مہربانی فرما کر ان کے جوابات مفصل دیے جائیں۔ جوابات دینے میں تھوڑ دیر ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن جواب مفصل ہونے چاہیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

1۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کی کتابوں سے باحوالہ نقل فرمائیں کہ یہ مقلد تھے یا غیر مقلد؟

2۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا ان کی کتابوں میں سے شرک وغیرہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ بریلوی (حضرات حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ) کتاب الروح وغیرہ سے یہ عقیدہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ مُردوں کے سننے اور اُن سے مدد مانگنے کے قائل تھے۔ کیا ان کی مزید (دوسری) کتابوں میں، مُردے اور غائب سے مدد مانگنا، ناجائز یا شرک لکھا ہوا موجود ہے۔ اگر ہے تو باحوالہ لکھیں۔ ایک بریلوی دوست کہتا ہے کہ ہمارا عقیدہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ کیا واقعی یہ بات درست ہے؟ اگر نہیں تو وضاحت فرمائیں۔ اگر ان میں سے کوئی سوال "الحدیث" کے لیے موزوں ہو تو ضرور شائع کیجیے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

3۔ بریلوی دوست کہتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب سے پہلے کسی نے قبروں سے اور غائب سے مدد مانگنا شرک نہیں لکھا۔ کیا یہ بات درست ہے؟ اگر نہیں تو اللہ آپ کو بہترین جزء عطا فرمائے۔ کم از کم دس قدیم مفسرین قرآن وحدیث کے حوالہ جات لکھیں جنھوں نے غائب یا فوت شدہ سے مانگنا شرک لکھا ہو۔ یاد رہے کہ اہم مفسرین کے اقوال ہوں۔

4۔ حدیث کہ جب تم کسی ویران جگہ پر ہو تو تمھاری سواری گم ہو جائے تو پکارو (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) اس کی سند اگر ضعیف ہے (تو) ثابت کریں، تمام طرق کے بارے میں بتائیں۔ جن محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کے اقوال باحوالہ بتائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی اہم مفسر نے (سوائے غلام رسول سعیدی بریلوی کے) شارح مسلم، کسی نے اس حدیث سے قبروں یا غائب سے مدد مانگنا ثابت کیا ہے؟

فضیلۃ الشیخ یہ سوال بہت اہم ہے مفصل جواب دیجئے گا۔ اللہ آپ کے علم و عمل میں برکت دے اور دنیا اور آخرت میں آپ کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ (ابو علی اسد ندیم)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور عالم بلکہ شیخ الاسلام تھے۔ ان کا مقلد ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ولقدأنكر بعض المقلدين علی شیخ الإسلام في تدریسه بمدرسة ابن الحنبلي وهي وقف علی الحنابلة، والمجتهد لیس منهم، فقال: إنما أتناول ماأتناوله منها علی معرفتي بمذهب (أحمد), لا علی تقلیدي له"

"اور بعض مقلدین نے شیخ الاسلام (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) پر اعتراض کیا کہ وہ مدرسہ ابن الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھاتے ہیں حالانکہ یہ مدرسہ حنابلہ پر وقف ہے اور مجتہدان (حنبلیوں ومقلدین) میں نہیں ہوتا، انھوں نے فرمایا: میں اسے احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کے مذہب کی معرفت پر استعمال کرتا ہوں، میں اس (احمد) کی تقلید نہیں کرتا۔

(اعلام الموقعین 242،2/241 مطبوعہ دارالجیل بیروت لبنان، الرد علی من اخلد الی الارض للسیوطی ص166)

دلیل دوم:۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الشیخ، الإمام، العلامة، الحافظ، الناقد، الفقیه، المجتهد، المفسر البارع، شیخ الإسلام، علَم الزهاد، نادرة العصر"

(تذکرۃ الحفاظ 4/1496ت1175)

معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجتہد تھے۔ یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ مجتہد تقلید نہیں کرتا۔ طحاوی حنفی نے: "طبقة المجتهدین في الشرع کالأئمة الأربعة" کے بارے میں لکھا ہے کہ "وهم غیر مقلدین" اور وہ غیر مقلد ہیں۔ (حاشیۃ الطحاوی علی الدرالمختار 1/51)

ماسٹر محمد امین اکاڑوی دیوبندی حیاتی لکھتے ہیں:

"جو شخص خود مجتہد ہوگا وہ خود قواعد شرعیہ سے مسئلہ تلاش کرکے کتاب وسنت پر عمل کرے گا" (تحقیق مسئلہ تقلید ص5 مجموعہ رسائل 1/21 مطبوعہ اکتوبر 1991ء گوجرانوالہ)

دلیل سوم:۔

کچھ لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ عوام پر فلاں (مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) یا فلاں کی تقلید واجب ہے۔ ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وأما أن یقول قائل إنه یجب علی العامة تقلید فلان أو فلان فهذا لا یقوله مسلم"

"اور اگر کوئی کہنے والا کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو ایسی بات کوئی مسلم نہیں کہتا۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ 22/249)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی مسلمان بھی وجوب تقلید فلان کا قائل نہیں ہے۔

دلیل چہارم:۔

جو شخص (تقلید کرتے ہوئے) کسی ایک امام کے لیے تعصب کرتا ہے (جیسا کہ آل دیوبند وغیرہ کا طریقہ کار ہے) تو ایسے شخص کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

"كالرافضي الذي يتعصب لعلي دون الخلفاء الثلاثة وجمهور... لواحد منهم أن يكون جاهلًا بقدره في العلم والدين وبقدر الآخرين فيكون جاهلًا ظالماً"

قراردیتے ہیں۔ دیکھئے مجموع فتاویٰ (22/252) یعنی ان کے نزدیک ایسا شخص جاہل، ظالم اور رافضیوں کی طرح ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد نہیں تھے بلکہ مجتہد اور متبع کتاب وسنت تھے۔ والحمد للہ۔

2۔ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب "اعلام الموقعین" تقلید کے رد میں لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ) ذم التقلید بتاتے ہیں۔ (دیکھئے الرد علی من اخلد الی الارض ص 166)

دلیل پنجم :۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ تقلید کے بارے میں فرماتے ہیں :

"وإنما حدثت ہذہ البدعۃ فی القرن الرابع المذموم علی لسانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "

"اور یہ بدعت توچوتھی صدی (ہجری) میں پیدا ہوئی، جس کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (مبارک) زبان سے بیان فرمائی ہے۔

(اعلام الموقعین 2/208)

معلوم ہوا کہ مروجہ تقلید امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت مذمومہ ہے لہذا ثابت ہوا کہ وہ بذات خود حنبلی مقلد ہرگز نہیں تھے بلکہ مجتہد ومتبع کتاب وسنت تھے۔ والحمد للہ۔

فائدہ :۔

دیوبندیوں اور بریلویوں کے بزرگ ملا علی قاری حنفی (متوفی 1014ھ) نے لکھا ہے :

"وَمَن طَالَعَ شَرحَ مَنَازِلِ السَّائِرِین، تَبَیَّنَ لَہُ أَنَّہُمَا کَانَا مِن أَکَابِرِ أَہلِ السُّنَّۃِ وَالجَمَاعَۃِ، وَمِن أَولِیَاءِ ہٰذِہِ الأُمَّۃِ"

"اور جو شخص شرح منازل السائرین کا مطالعہ کرے تو اس کے لیے واضح ہوجائے گا کہ وہ دونوں (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ) اہل سنت والجماعت کے اکابر اور اس اُمت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل 1/207)

3۔ میرے علم کے مطابق ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں شرک اکبر کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تاہم ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت شدہ "کتاب الروح" اور دیگر کتابوں میں ضعیف ومردود روایات ضرور موجود ہیں۔ یہ دونوں حضرات مردوں سے مدد مانگنے کے قائل نہیں تھے، رہا مسئلہ سماع موتیٰ کا تو یہ سلف صالحین کے درمیان مختلف فیہا مسئلہ ہے، اس کفر وشرک سمجھنا غلط ہے۔ صحیح اور راجح یہی ہے کہ صحیح احادیث سے ثابت شدہ بعض مواقع مخصوصہ کے علاوہ پ مُردہ کچھ بھی نہیں سنتا۔

آپ کے بریلوی دوست کا یہ دعویٰ کہ "ہمارا عقیدہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے"

محتاج دلیل ہے۔ اس سے کہیں کہ وہ اپنے مشہور عقائد مثلاً وجوب تقلید ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حاضر ناظر، نور من نور اللہ اور علم الغیب وغیرہ مسائل کا مدلل دیا حوالہ ثبوت ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وابن القیم رحمۃ اللہ علیہ سے پیش کرے تاکہ مزید بحث وتحقیق جاری رکھی جاسکے۔

4۔ بریلوی دوست سے کہیں کہ وہ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گزرے ہوئے کسی ایک ثقہ ومستند امام سے صرف ایک حوالہ ثابت کردے کہ قبروں سے مدد مانگنا صحیح ہے یا شرک نہیں ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے صدیوں پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے ایک کتاب "الجواب الباھر فی زوار المقابر" لکھی ہے جس میں قبر پرستوں کا زبردست رد کیا ہے۔

جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف رخ کرکے سلام (السلام علیک) کی اونچی آوازیں بلند کرتے ہیں ان کے بارے میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"وہذہ بدعۃ لم یستحبہا احد من علماء"

"بلکہ یہ بدعت ہے، علماء میں سے کسی ایک نے بھی اسے مستحب قرار نہیں دیا۔

(الجواب الباھر ص 9 مطبوعہ: الریاض، جزیرۃ العرب/السعودیہ)

جو لوگ قبروں پر جاکر انھیں پکارتے ہیں:

"ویدعونہ ویحبونہ مثل مایحبون الخالق"

انھیں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "اہل الشرک" قرار دیا ہے۔ (الجواب الباھر ص 21)

یہ ساری کتاب پڑھنے کے لائق ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبر پرستی کو شرک کا پہلا سبب "اَول ظہور الشرک واَول ماظہر الشرک فی قوم نوح" قرار دیا ہے۔ (الجواب الباھر ص 12)

شیخ الاسلام سے صدیوں پہلے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو چھوٹا مکرو سمجھتے تھے۔ روایت میں آیا ہے:

"أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ مَسَّ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"بے شک ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو چھونا مکروہ سمجھتے تھے"

(جزء محمد عاصم الثقفی الاصبہانی: 27 وسندہ صحیح ابواسامۃ بری من التدلیس)

فائدہ:۔

ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 620ھ) نے قبروں پر چراغ جلانے سے منع کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وافراطافی تعظیم القبوراشبہ تعظیم الاصنام"

"اور قبروں کی تعظیم میں یہ افراط ہے، یہ بتوں کی تعظیم سے مشابہ ہے۔ (المغنی 2/193 مسئلہ: 1594)

سورہ یونس کی آیت (101) کی تشریح میں مفسر ابن جریر طبری (متوفی 310ھ) فرماتے ہیں:

"يَقُولُ تَعَالَىٰ ذِكْرُه : وَلَاتَدعُ يَا مُحَمَّدُ مِن دُونِ مَعبُودِكَ وَخَالِقِكَ شَيئًا لَا يَنفَعُكَ فِي الدُّنيَا وَلَا فِي الآخِرَة الخ"

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اپنے معبود اور خالق (اللہ) کے علاوہ دنیا وآخرت میں کسی چیز کو بھی (مافوق الاسباب) نہ پکارو الخ (تفسیر طبری 11/122)

قدیم مفسرین میں سے صرف اسی ایک ثقہ مفسر کا حوالہ کافی ہے۔جو لوگ قبر پرستی کو جائز سمجھتے ہیں ان سے مطالبہ کریں کہ صرف ایک قدیم ثقہ مفسر سے قبر پرستی کا جواز ثابت کریں۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو مشرک قرار دیا ہے جو قبر والوں کو (مدد کے لیے) پکارتے ہیں۔دیکھئے کتاب الرد علی الاخنائی (ص 52) اور مجموع فتاویٰ (27/256)

5۔یہ روایت اپنی مختلف سندوں کے ساتھ مسند ابی یعلیٰ المعجم الکبیر للطبرانی اور مسند البزار وغیرہ میں موجود ہے۔اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

دیکھئے السلسلۃ الضعیفہ للالبانی (2/108۔112ح 656،655)

مسند بزار والی سند شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔حافظ بزار بذات خود متکلم فیہ ہیں۔حافظ دارقطنی نے ان کے بارے میں فرمایا :"

"ثقۃ، یخطئ و یتکل علی حفظہ " (سوالات حمزۃ بن یوسف السہمی للدارقطنی :116)

اور فرمایا :

"یخطئ فی الإسناد والمتن، حدث بالمسند بمصر حفظا، ینظر فی کتب الناس ویحدث من حفظہ، ولم تکن معہ کتب، فأخطأ فی أحادیث کثیرۃ، یتکلمون فیہ جرحہ ابو عبدالرحمن النسائی"

(سوالات الحاکم للدارقطنی :23)

ابو احمد الحاکم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا : "یخطئ فی الإسناد والمتن" (دیکھئے لسان المیزان 1/237)

بزار کو خطیب بغدادی، ابو عوانہ صاحب المسند، وغیرہما نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔

بزار کی معلول روایت کے مقابلے میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا :

"إِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةً فِي الأَرْضِ سِوَى الحَفَظَةِ يَكْتُبُونَ مَا يَسقُطُ مِن وَرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُم عَرجَةٌ فِي الأَرْضِ لَا يَقدِرُ فِيهَا عَلَى الأَعوَانِ فَلْيَصِحْ، فَلْيَقُلْ : عِبَادَ اللّٰهِ، أَغِيثُونَا أَوْ أَعِينُونَا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ"

(شعب الایمان 6/128ح 7697 وسندہ حسن موقوف، 1/183ح 167)

صحابی کے اس قول میں زندہ فرشتوں کو پکارنے کا جواز ہے لہذا یہ پکارنا ماتحت الاسباب ہوا۔اس قول میں مردہ روحوں کو پکارنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہذا اسے مافوق الاسباب پکارنے کی دلیل بنالینا غلط ہے۔

لطیفہ :۔

مسند البزار اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ والی روایت کا ایک راوی اسامہ بن زید اللیثی ہیں جو قول راجح میں حسن الحدیث ہیں۔ یہ راوی اگر حنفیوں کے مخالف کسی حدیث میں آجائے تو یہ لوگ فوراً اس پر جرح کردیتے ہیں، مثلاً دیکھئے آثار السنن للنیموی (باب ماجاء فی التغلیس ح 213 عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاشیہ)

کیا انصاف اسی کا نام ہے؟ (25 ذوالقعدہ 1426ھ) (الحدیث: 23)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد 1۔ کتاب العقائد۔ صفحہ 115

محدث فتویٰ